اصول الشاشی

فی اصول الفقہ

اردو

اصول فقہ کی مشہور کتاب اصول الشاشی کا مستند اردو ترجمہ



تصنیف

حضرت علامہ نظام الدین شاشی

رحمۃ اللہ علیہ



ترجمہ

جناب مولانا محمد مشتاق احمد انبیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ العلم

اردو بازار، لاہور

(042) 37211788

حدیث مصراۃ: حدیث مصراۃ کو حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلک فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان رضيها امسكها وان سخطها ردها وصاعا من تمر '' نہ روکے رکھو دودھ اونٹنی اور بکری کا (اس نیت سے کہ زیادہ دودھ فروخت کے وقت خریدار کو معلوم ہو' زیادہ قیمت ملے) پس اگر کسی نے ایسی حالت میں خرید لیا تو اس کو دودھ نکالنے کے بعد اختیار ہے رضامند ہو تو رکھ لے اور اگر ناراض ہو تو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور ہمراہ دے۔ (یہ صاع کھجور اس دودھ کے عوض ہے کہ پہلے دن نکالا تھا۔) علماء حنفیہ کہتے ہیں یہ حدیث قیاس کے مخالف ہے کیونکہ بدلہ دودھ کا یا دودھ ہو یا اس کی قیمت ہو اور صاع ثمر کو قیمت دودھ ٹھہرائیں تو دودھ کبھی کم' کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایک صاع کھجور قیمت کس طرح ہوگی۔

اقول: یہ تقریر بعض مصنفین کی ہے ورنہ فی الواقع اس حدیث مصراۃ پر علماء نے حنفیہ نے اس واسطے عمل نہیں کیا کہ اس سے زیادہ اور معتبر حدیث سیّدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ((الخراج بالضمان)) جب کوئی شے کسی کی ضمانت اور ذمہ داری میں ہو' اُس کی آمدنی کا مالک وہی ہے لہٰذا جب یہ بکری اونٹنی مشتری کی ضمانت اور قبضہ میں آ گئی تو دودھ اُسی کا ہوا۔ واللہ اعلم

اور بوجہ اختلاف حال راویوں کے علماء حنفیہ نے خبر آحاد پر عمل کرنے کی یہ شرط کی ہے کہ وہ خبر واحد کتاب اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور ظاہر کے مخالف بھی نہ ہو کیونکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ((تكثر لكم الاحاديث بعدي فاذا روى لكم عني حديث فاعرضوه على كتاب الله فما وافق فاقبلوه وما خالف فردوه)) یعنی میرے بعد بہت حدیثیں میری طرف سے تمہارے پاس پہنچیں گی۔ جب کوئی حدیث میری طرف سے تمہارے پاس روایت کی جائے' اس کو کتاب اللہ کے سامنے پیش کرو' موافق ہو تو قبول کرو اور اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اس کو رد کر دو۔

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی یزید بن ربیعہ مجہول ہے، لہٰذا یہ حدیث لائق حجت نہیں اور یحییٰ بن معین سے منقول ہے کہ اس حدیث کو زندیقوں نے وضع کیا ہے۔ بعض کتابوں میں غلطی سے یہ لکھا گیا کہ یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے، حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

مصنف اصول شاشی فرماتے ہیں، تحقیق اس کی یہ ہے کہ حضرت علیؓ سے منقول ہوا کہ راویوں کی تین اقسام ہیں۔ مؤمن مخلص جو حضور رسول اللہ ﷺ کے حضور میں رہا اور حضور ﷺ کے کلام پاک کو سمجھا۔

دوم اعرابی کہ اپنے قبیلہ سے آیا اور حضور ﷺ کے بعض کلام پاک کو سنا مگر اس کی حقیقت کو نہ پہنچا پھر اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ کر گیا اور اُن الفاظ میں حدیث کو روایت کیا جو حضور ﷺ کی زبانِ مبارک سے نہیں نکلے تھے۔ پس معنی بدل گئے اور وہ صحابیؓ خیال کرتے ہیں کہ معنی نہیں بدلے۔

تیسری قسم وہ منافق ہے جس کا نفاق ظاہر نہیں ہوا، اُس نے بغیر سنے روایت کر دیا اور افتراء باندھا اس سے اور لوگوں نے سنا اور اس کو مؤمن مخلص سمجھا۔ اسی طرح روایت در روایت وہ حدیث لوگوں میں مشہور ہوگئی۔ اب واسطے لازم ہوا کہ حدیث کو کتاب اللہ اور سنتِ مشہورہ پر پیش کیا جائے۔

کتاب اللہ پر پیش کرنے کی مثال یہ حدیث ہے: **من مس ذکرہ فلیتوضاء** . جس نے اپنی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگایا اس پر وضو کرنا لازم ہوگا۔ جب ہم نے اِس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کیا تو اس آیت کے مخالف نکلا: ﴿**فیہ رجال یحبون ان یتطھروا**﴾ یعنی مسجد قباء میں وہ لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں۔ یہ اہل قباء جن کی تعریف اس آیت شریفہ میں ہے ڈھیلے سے پہلے استنجاء کر کے پھر پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے۔ اگر پیشاب گاہ کو ہاتھ لگانا باعث وضو ٹوٹنے کے ہوتا تو اس کام یعنی عمل استنجاء بالحجار کو تنجیس کہا جاتا نہ تطہیر مطلقا۔

اسی طرح یہ حدیث: ((**ایما امرأۃ نکحت نفسھا بغیر اذن ولیھا**

عنوانات، فہرست، تسہیل،
کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ

اجمل الحواشی

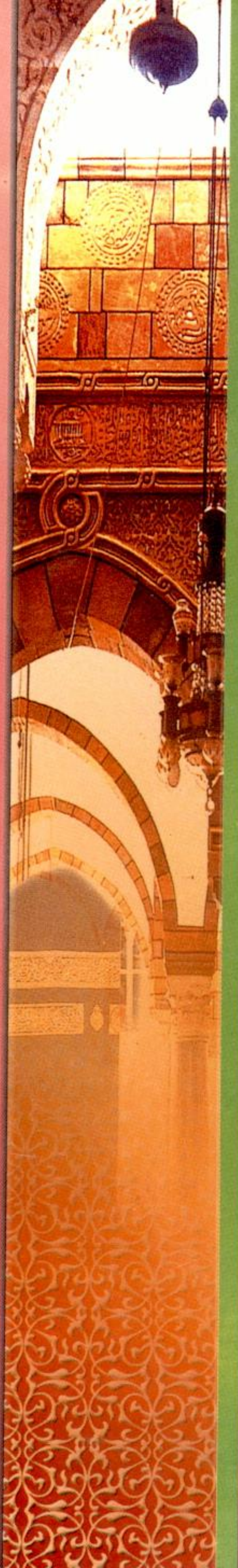
علیٰ

اصول الشاشی

تالیف
حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی
استاذ دارالعلوم (وقف) دیوبند

تسہیل وعُنوانات
مولانا مُحمّد شفیق صاحب
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دارُالاشاعت کراچی



اضافہ عنوانات، فہرست، تسہیل، کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ پہلی بار

اجمل الحواشی

علیٰ

اصول الشاشی

تالیف
حضرت مولانا جمیل احمد سکروڈھوی
استاذ دار العلوم (وقف) دیوبند

تسہیل و عنوانات
مولانا محمد شفیق صاحب
فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

حضرت امام اعظمؒ نے اسی وجہ سے حدیث مصرات کو ترک کیا ہے اور اس پر عمل نہیں کیا ہے۔
حدیث مصرات کا مسئلہ حدیث اور فقہ کی کتابوں میں بہت اہم شمار ہوتا ہے اور بغیر مذکورہ تفصیل کے اس مسئلہ کا منقح ہونا دشوار تھا اس لئے خادم نے ضروری تفصیل ذکر کی ہے۔

خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط

وَبِاعْتِبَارِ اِخْتِلَافِ اَحْوَالِ الرُّوَاةِ قُلْنَا شَرْطُ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ اَنْ لَایَکُوْنَ مُخَالِفًا لِلْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ وَاَنْ لَایَکُوْنَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ تَکْثُرُ لَکُمُ الْاَحَادِیْثُ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَکُمْ عَنِّیْ حَدِیْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ فَمَا وَافَقَ فَاقْبَلُوْهُ وَمَاخَالَفَ فَرُدُّوْهُ۔

ترجمہ:......... اور راویوں کے احوال کے مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم نے کہا کہ خبر واحد پر عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور ظاہر کے مخالف نہ ہو آنحضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد تمہارے پاس احادیث زیادہ آئیں گی، جب تمہارے سامنے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی جائے تو اس کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو مخالف ہو اس کو رد کرو۔

تشریح:......... مصنفؒ فرماتے ہیں کہ راویوں کی حالتیں چونکہ مختلف ہوتی ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ خبر قرآن کے مخالف نہ ہو، سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور ظاہر کے مخالف نہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ شرطیں اس لئے لگائی گئی ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے میری وفات کے بعد تمہارے پاس بہت سی حدیثیں پہنچیں گی جب میری طرف منسوب کر کے کوئی حدیث تمہارے سامنے بیان کی جائے تو تم اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرنا اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو اس کو قبول کر لینا اور اگر مخالف ہو تو اس کو رد کر دینا۔ اس حدیث کی عبارت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ خبر واحد کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو، لیکن دلالت النص سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ خبر واحد سنت مشہورہ اور ظاہر کے بھی مخالف نہ ہو۔

راوی کے اختلاف کی بناء پر بعض روایات مقبول اور بعض مردود ہونے کی وجہ

وَتَحْقِیْقُ ذٰلِکَ فِیْمَا رُوِیَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ کَانَتِ الرُّوَاةُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ مُؤْمِنٌ مُخْلِصٌ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَفَ مَعْنٰی کَلَامِهٖ وَ اَعْرَابِیٌّ جَاءَ مِنْ قَبِیْلَةٍ فَسَمِعَ بَعْضَ مَاسَمِعَ وَلَمْ یَعْرِفْ حَقِیْقَةَ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ اِلٰی قَبِیْلَتِهٖ فَرَوٰی بِغَیْرِ لَفْظِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَیَّرَ الْمَعْنٰی وَهُوَ یَظُنُّ اَنَّ الْمَعْنٰی لَایَتَفَاوَتُ وَمُنَافِقٌ لَمْ یُعْرَفْ نِفَاقُهٗ فَرَوٰی مَا لَمْ یَسْمَعْ وَافْتَرٰی فَسَمِعَ مِنْهُ اُنَاسٌ فَظَنُّوْهُ مُؤْمِنًا مُخْلِصًا فَرَوَوْا ذٰلِکَ وَاشْتَهَرَ بَیْنَ النَّاسِ فَلِهٰذَا الْمَعْنٰی وَجَبَ عَرْضُ الْخَبَرِ

عَلَی الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ.

ترجمہ: ....اور راویوں کے اختلاف اور خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی تحقیق اس میں ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ راوی تین قسم پر ہیں، مؤمن مخلص جس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہوا اور اس نے رسول اللہ ﷺ کے کلام کے معنی سمجھے ہوں اور اعرابی جو کسی قبیلہ سے آیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا پھر قبیلہ کی طرف لوٹا اور رسول اللہ ﷺ کے لفظوں کے علاوہ کے ساتھ روایت کیا پس معنی بدل گئے اور وہ خیال کرتا ہے کہ معنی متفاوت نہیں ہوئے۔ اور منافق جس کا نفاق معلوم نہیں پس اس نے بغیر سنی ہوئی بات روایت کی اور جھوٹ بولا پھر اس سے لوگوں نے سنا اور اس کو مؤمن مخلص خیال کیا پس اس کو روایت کر دیا اور وہ روایت لوگوں کے درمیان مشہور ہوگئی پس اسی معنی کی وجہ سے خبر کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہوا۔

تشریح: ....مصنفؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے جو یہ کہا ہے کہ راوی کے اختلاف کی وجہ سے بعض روایات مقبول اور بعض مردود ہوں گی اس کو جاننے کے لئے خبر کو کتاب اللہ پر پیش کیا جائے گا اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ راوی تین قسم کے ہیں ایک تو وہ جو خالص اور مخلص مؤمن ہو، آنحضور ﷺ کا صحبت یافتہ ہو اور اپنی فہم وفراست سے آپ ﷺ کے کلام کے معنی اور مفہوم کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دوم وہ بدوی جو کسی قبیلہ سے دربار رسالت میں آیا اور اس نے آنحضور ﷺ سے کچھ سنا اور کچھ نہیں سنا اور آپ کے کلام کی مراد کو بھی نہ سمجھ سکا پھر وہ بدوی اپنے قبیلہ میں واپس آیا اور حدیث رسول کو اپنے لفظوں میں روایت کیا اور نبی کی مراد کو بدل ڈالا۔ یعنی صحیح مفہوم ادا نہیں کرسکا اور خدا کا بندہ خیال یہ کرتا رہا کہ پیغمبر ﷺ کے کلام کا مفہوم متغیر نہیں ہوا۔ سوم وہ منافق جس کا نفاق معروف ومشہور نہ ہو، اس نے بلا سنے رسول اللہ ﷺ پر افتراء کرتے ہوئے حدیث روایت کی بعض لوگوں نے اس حدیث کو اس سے سنا اور اس کو مؤمن مخلص سمجھ کر اس کی حدیث کو روایت کر دیا او وہ حدیث لوگوں میں مشہور ہوگئی۔ ان تینوں اقسام میں سے پہلے راوی کی روایت حجت ہوگئی لیکن دوسرے اور تیسرے راوی کی روایت حجت نہ ہوگی پس اسی راویوں کے حالات کے اختلاف کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کی نظیر

وَنَظِيْرُ الْعَرْضِ عَلَى الْكِتَابِ فِيْ حَدِيْثِ مَسِّ الذَّكَرِ فِيْمَا يُرْوٰى عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ فَعَرَضْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ فَخَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَتَطَهَّرُوْا فَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْاَحْجَارِ ثُمَّ يَغْسِلُوْنَ بِالْمَاءِ وَلَوْ كَانَ مَسُّ الذَّكَرِ حَدَثًا لَكَانَ هٰذَا تَنْجِيْسًا لَا تَطْهِيْرًا عَلَى الْاِطْلَاقِ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ فَاِنَّ الْكِتَابَ يُوْجِبُ تَحْقِيْقَ النِّكَاحِ مِنْهُنَّ.



باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (بخاری ومسلم)

اجودُ الحواشی

اُردو شرح

اُصولُ الشّاشی

اعرابِ عبارت وترجمہ ، اصولِ فقہ کے مسائل کا خلاصہ تجزیہ عبارت کے عنوان سے
تشریح عبارت کے تحت ائمہ کرامؒ کے اختلافی مسائل مع ادلّہ، فوائدِ نافعہ واعتراضات وجوابات

تالیف

حضرت مولانا محمد اصغر علی صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ اسلامیہ عربیہ

مدنی ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (بخاری ومسلم)

اجود الحواشی

اردو شرح

اصول الشاشی

اعراب عبارت وترجمہ، اصول فقہ کے مسائل کا خلاصہ تجزیہ عبارت کے عنوان سے تشریح عبارت کے تحت ائمہ کرامؒ کے اختلافی مسائل مع ادلہ، فوائد نافعہ واعتراضات وجوابات

تالیف

حضرت مولانا محمد اصغر علی صاحب

استاذ الحدیث

جامعہ اسلامیہ عربیہ

مدنی ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان

اِخْتِلَافِ اَحْوَالِ الرُّوَاةِ قُلْنَا شَرْطُ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ وَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ "تَكْثُرُ لَكُمْ اَحَادِيْثُ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَكُمْ حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَمَا وَافَقَ فَاقْبَلُوْهُ وَمَا خَالَفَ فَرُدُّوْهُ" وَتَحْقِيْقُ ذَالِكَ فِيْمَا رُوِیَ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَنَّهُ قَالَ كَانَتِ الرُّوَاةُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ مُؤْمِنٌ مُخْلِصٌ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَرَفَ مَعْنٰى كَلَامِهٖ وَاَعْرَابِیٌّ جَاءَ مِنْ قَبِيْلَةٍ فَسَمِعَ بَعْضَ مَاسَمِعَ وَلَمْ يَعْرِفْ حَقِيْقَةَ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَجَعَ اِلٰى قَبِيْلَتِهٖ فَرَوٰى بِغَيْرِ لَفْظِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّرَ الْمَعْنٰى وَهُوَ يَظُنُّ اَنَّ الْمَعْنٰى لَا يَتَفَاوَتُ وَمُنَافِقٌ لَمْ يُعْرَفْ نِفَاقُهٗ فَرَوٰى مَالَمْ يَسْمَعْ وَافْتَرٰى فَسَمِعَ مِنْهُ اُنَاسٌ فَظَنُّوْهُ مُؤْمِنًا مُخْلِصًا فَرَوَوْا ذَالِكَ وَاشْتَهَرَ بَيْنَ النَّاسِ فَلِهٰذَا الْمَعْنٰى وَجَبَ عَرْضُ الْخَبَرِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ

ترجمہ: اور راویوں کی دوسری قسم وہ ہے جو حفظ اور عدالت کے ساتھ مشہور ہوں نہ کہ اجتہاد اور فتویٰ کے ساتھ جیسے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انس بن مالکؓ، پس اگر ان جیسے راویوں کی روایت تیرے ہاں صحیح طور پر ثابت ہو جائے، پس اگر وہ خبر قیاس کے مطابق ہو تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی خفا نہیں اور اگر وہ خبر قیاس کے مخالف ہو تو قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اس کی مثال وہ حدیث ہے جس کو حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ وضو واجب ہوتا ہے اس چیز (کے کھانے پینے) سے جس چیز کو آگ نے چھوا ہو، تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا کہ آپ بتائیں کہ اگر آپ گرم پانی سے وضو کریں تو کیا آپ اس سے بھی وضو کریں گے پس حضرت ابو ہریرہؓ نے سکوت اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے قیاس سے حدیث ابی ہریرہؓ کو رد کر دیا اور اگر ابن عباسؓ کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ اس کو ضرور روایت کرتے، اور اسی بنا پر ہمارے علماء نے مصراۃ کے مسئلے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کو قیاس کی وجہ سے ترک کر دیا ہے، اور راویوں کے احوال مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم احناف نے کہا ہے کہ خبر واحد پر عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو اور یہ کہ وہ ظاہر حال کے مخالف نہ ہو، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس احادیث بہت زیادہ آئیں گی جب تمہارے سامنے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی جائے تو تم اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اس پر عمل کرو اور جو کتاب اللہ کے مخالف ہو اس کو رد کر دو،

اور راویوں کے اختلاف احوال کی تحقیق اس روایت میں ہے جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ راوی تین قسم پر ہیں، پہلی قسم وہ مخلص مومن جس کو حضور اقدس ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی ہو اور اس نے آپ کے کلام کے معنی کو سمجھا، اور دوسری قسم وہ دیہاتی جو کسی قبیلہ سے آیا اور رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا پھر قبیلہ کی طرف واپس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے لفظوں کے علاوہ کے ساتھ روایت کیا پس معنی بدل گئے اور وہ خیال کرتا ہے کہ معنی تبدیل نہیں ہوئے، اور تیسری قسم وہ منافق جس کا نفاق معلوم نہیں تھا پس اس نے بغیر سنی ہوئی بات روایت کی اور جھوٹ بولا پھر اس سے کچھ لوگوں نے سنا اور اس کو مخلص مومن شمار کیا پس اس کو روایت کر دیا اور وہ روایت لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئی پس اس معنی کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

ہے جو حکمتوں سے بھرا ہوا وہ خزانہ ہاتھ میں آ گیا
وہ رفیقِ درس ملا مجھے سبھی ہمسروں پہ جو چھا گیا

محقّق و مدلّل

نجوم الحواشی

شرح اردو

اُصُولُ الشَّاشِی

تالیف

حسین احمد ہردواری مدرس دارالعلوم دیوبند

مکتبہ رحمانیہ

اقرأ سنٹر، غزنی سٹریٹ
اردو بازار۔ لاہور

ہے جو حکمتوں سے بھرا ہوا وہ خزانہ ہاتھ میں آ گیا
وہ رفیقِ درس بلا مجھے سبھی ہمسروں پہ جو چھا گیا

محقّق و مدلّل

نجوم الحواشی

شرح اُردو

اُصُولُ الشَّاشِی

حسب ہدایت
فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا سید ارشد صاحب مدنی
استاذ حدیث و ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند

تالیف
حسین احمد ہر دواری
مدرس دار العلوم دیوبند

ناشر
مکتبہ رحمانیہ
اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

ساتھ نیز اس حدیث مصراۃ کے رد کرنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ یہ حدیث قرآن اور سنت مشہورہ اور اجماع تینوں کے خلاف ہے، قرآن کے خلاف تو اس طرح ہے کہ قرآن کے اندر اس زیادتی کا بدلہ جس کا مثل ممکن ہو مثل کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے یعنی مثل صوری نیز آیت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ زیادتی کا ضمان اسی کے تناسب سے ہونا چاہیے نہ کہ اس سے زیادہ **قال اللّٰہ تعالٰی فاعتدوا علیه بمثل ما اعتدٰی علیکم** حالانکہ حدیث مصراۃ میں ایک صاع کھجور مشتری کے استعمال کئے ہوئے دودھ کا مثل نہیں ہے اور نہ ہی دونوں میں کوئی تناسب ہے کیونکہ مشتری نے دودھ خواہ زیادہ استعمال کیا ہو یا کم دونوں صورتوں میں کھجور کی مقدار ایک ہی صاع رہے گی اور حدیث مصراۃ سنت مشہورہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ جس جگہ مثل ممکن نہ ہو یعنی مثل صوری تو وہاں قیمت متعین کی جاتی ہے حالانکہ ایک صاع کھجور کو اس دودھ کی قیمت بھی نہیں کہا جاسکتا کما مرّ تفصیلہ، سنت مشہورہ یہ ہے **مَنْ اَعْتَقَ شقصًا له مِنْ عَبْدٍ قُوِّمَ علیه نصیبُ شریکه اِنْ کانَ مُوسِرًا الحدیث** اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی غلام میں دو شریک ہوں اور ایک شریک اپنا حصہ آزاد کردے تو آزاد کرنے والے پر اگر وہ مالدار ہے اپنے شریک کے حصہ کی قیمت واجب ہوگی کیونکہ اپنا حصہ آزاد کرنے کی وجہ سے دوسرے شریک کے حصہ میں فتور آگیا کہ اب وہ اس کو فروخت نہیں کرسکتا لہٰذا اس کے اس عمل سے دوسرے شریک کا نقصان ہوا کہ وہ اپنا حصہ آزاد نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس کی بغیر مرضی کے وہ آزاد ہوگیا، تو اس حدیث میں آزاد کرنے والے پر دوسرے شریک کے حصہ کی قیمت کو واجب ٹھہرایا ہے اور قیمت مثل معنوی ہے لہٰذا مثل معنوی کا ثبوت حدیث سے ہوگیا لہٰذا حدیث مصراۃ اس حدیث کے خلاف ہے کیونکہ ایک صاع کھجور اس دودھ کی قیمت نہیں ہے اور حدیث مصراۃ اجماع کے بھی خلاف ہے کیونکہ اجماع اس بات پر ہے کہ ذوات الامثال کا ضمان مثل صوری کے ذریعہ ادا ہوتا ہے اور ذوات القیم کا قیمت کے ذریعہ حالانکہ ایک صاع کھجور دودھ کا نہ مثل صوری ہے اور نہ اس کی قیمت اور حضرت ابوہریرہؓ کی دوسری روایت **الوضوء مما مستۃ النار** کو اس لئے رد نہیں کیا گیا کہ اس کے راوی ابوہریرہؓ نہیں بلکہ اس کے رد ہونے کی مختلف وجوہات ہیں جن کو احقر نے ذکر کردیا ہے۔

فائدہ: پہلے یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ اگر راوی معروف بالعلم والاجتہاد ہے تو اس کی روایت کردہ حدیث کو قیاس پر مقدم کیا جائے گا مگر یہ ملحوظ رہے کہ راوی کے فقیہ ہونے کی شرط علماء احناف میں سے عیسیٰ ابن ابان کا قول ہے اور اسی کو متاخرین میں سے قاضی ابوزیدؒ وغیرہ نے اختیار کیا ہے مگر امام کرخیؒ اور ان کے متبعین کے نزدیک حدیث کو قیاس پر مقدم کرنے کے لئے راوی کا فقیہ ہونا شرط نہیں ہے بلکہ راوی کا عادل وضابط ہونا کافی ہے، بشرطیکہ وہ حدیث کتاب اور سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو، امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک راوی کے فقیہ ہونے کی شرط نہیں ہے۔

وَبِاعْتِبَارِ اِخْتِلَافِ اَحْوَالِ الرُّوَاةِ قُلْنَا شَرْطُ الْعَمَلِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ اَنْ لَّا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ وَاَنْ لَا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلظَّاهِرِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَكْثُرُ لَكُمُ الْاَحَادِيْثُ بَعْدِیْ فَاِذَا رُوِیَ لَكُمْ عَنِّیْ حَدِيْثٌ فَاعْرِضُوْهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَمَا وَافَقَ فَاقْبَلُوْهُ وَمَا خَالَفَ فَرُدُّوْهُ.

ترجمہ

اور راویوں کی حالتیں مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم نے کہا کہ خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ خبر واحد

کتاب اللہ کے اور سنتِ مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور وہ ظاہر کے بھی مخالف نہ ہو، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد تمہارے لئے احادیث کثیر ہو جائیں گی پس جب تمہارے سامنے میری جانب منسوب کر کے کوئی حدیث روایت کی جائے تو تم اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو اس کو قبول کر لو اور جو مخالف ہو اس کو رد کر دو۔

تشریح: اس سے قبل آپ حضرات نے پڑھا ہے کہ بعض راوی فقیہ ہوتے ہیں، اور بعض غیر فقیہ اور مصنفؒ نے چار پانچ لائن کے بعد اسی سلسلہ میں **وتحقیقُ ذٰلك الخ** سے حضرت علیؓ کا قول بھی بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تین طرح کے راوی ہوتے تھے جیسا کہ اس کی تفصیل عنقریب بیان کی جائے گی لہٰذا یہ بات معلوم ہوگئی کہ راویوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں، اسی وجہ سے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ خبر واحد کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو کیونکہ کتاب اللہ متیقن باصلہ ہے جبکہ خبر واحد میں شبہ رہتا ہے اور جس میں شبہ ہو اس کو ترک کرنا اولیٰ ہے، اور خبر واحد سنت مشہورہ کے بھی مخالف نہ ہو کیونکہ سنت مشہورہ (خواہ خبر متواتر ہو یا خبر مشہور دونوں) خبر واحد سے زیادہ قوی ہیں اور ان پر عمل کرنا لازم ہے، لہٰذا خبر واحد پر اسی وقت عمل کیا جائے گا جب وہ سنت مشہورہ کے بھی مخالف نہ ہو۔

نوٹ: مصنفؒ نے سنت مشہورہ کا تو ذکر کیا مگر سنت متواترہ اور اجماع کا ذکر نہیں کیا تو جواب یہ ہے کہ سنت متواترہ اور اجماع قلیل الوجود ہیں اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا یا پھر دلالۃً یہ بات معلوم ہوگئی کہ خبر واحد ان دونوں کے بھی مخالف نہ ہونی چاہیے اور خبر واحد ظاہر کے بھی خلاف نہ ہو اور ظاہر کے خلاف ہونے کی ایک صورت مصنفؒ نے چند لائنوں کے بعد **وَمِنْ صُوَرِ مُخَالَفَةِ الظَّاهِرِ** سے بیان کی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس خبرِ واحد کا تعلق کسی ایسے مسئلہ سے نہ ہو جس سے عوام وخواص سب کو واسطہ پڑتا ہو جس کو عموم بلوی کہتے ہیں، کیونکہ عام واقعہ سے اس خبر واحد کا تعلق ہونے کے باوجود اس کا صحابہ وتابعین کے زمانہ میں مشہور نہ ہونا اور محض خبر واحد رہ جانا، اس کے ضعیف ہونے کی علامت ہے اور خلافِ ظاہر ہونے کی دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خبرِ واحد ایسی بھی نہ ہو کہ جس سے صحابہ نے بوقتِ ضرورت بھی استدلال نہ فرمایا ہو، کیونکہ بوقتِ ضرورت اس حدیث سے استدلال نہ کرنا اس کے غیر مقبول ہونے کی علامت ہے، جیسا کہ اس کی تفصیلی مثال احقر نے اصول الشاشی کے صفحہ ۷۷ کی عبارت **ومِنْ صور مخالفةِ الظاهرِ عدمُ اشتهارِہ** کے تحت ذکر کی ہے، لہٰذا اگر کوئی خبر واحد قرآن یا سنتِ مشہورہ یا ظاہر کے خلاف ہوگی تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا (راوی فقیہ ہو یا غیر فقیہ) بلکہ اس کو رد کر دیا جائے گا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد تمہارے پاس میری جانب منسوب کر کے بہت سی احادیث پہنچیں گی پس جب کوئی حدیث میری طرف منسوب کر کے تمہارے سامنے روایت کی جائے تو تم اس کو کتاب اللہ پر پیش کرنا، اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو تم اس کو قبول کر لو اور اگر وہ کتاب اللہ کے مخالف ہو تو تم اس کو رد کر دو، لہٰذا اس حدیث سے یہ بات صاف ظاہر ہوگئی کہ خبر واحد

کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو اور سنت مشہورہ اور ظاہر کے مخالف ہونے کی اگر چہ اس حدیث میں صراحت نہیں ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ خبر واحد کی یہ شرط کہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو اس کو تو اس حدیث میں صراحتاً بیان کر دیا گیا ہے اور دوسری شرط کہ سنت مشہورہ اور ظاہر کے مخالف نہ ہو یہ شرط اسی حدیث سے دلالۃً سمجھ میں آتی ہے کیونکہ سنتِ مشہورہ پر عمل کرنا لازم ہے، لہٰذا جو حدیث اس کے خلاف ہوگی، تو ظاہر ہے کہ اس کو رد کیا جائے گا، اور وہ ہرگز قابل عمل نہ ہوگی، لہٰذا یہ بات ظاہر ہوگئی کہ جس طرح خبر واحد پر عمل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہو اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سنتِ مشہورہ کے بھی مخالف نہ ہو اور اسی طرح کسی حدیث کا ظاہر کے خلاف ہونا اور اس کا قرنِ صحابہ وتابعین میں مشہور نہ ہونا خود اس کے ضعیف ہونے کی علامت ہے، لہٰذا اس حدیث سے دلالۃً یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ وہ خبر واحد ظاہر کے بھی خلاف نہ ہو' بالفاظِ دیگر یوں کہیے کہ جو علت خبر واحد کے کتاب اللہ کے مخالف نہ ہونے کی ہے وہی علت خبر واحد کے سنتِ مشہورہ وغیرہ کے مخالف نہ ہونے کی بھی ہے، اب خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ جس خبر واحد میں شرائط مذکورہ نہیں پائی جائیں گی، وہ قابلِ حجت اور قابلِ عمل نہیں ہوگی بلکہ وہ رد کر دی جائے گی۔

وَتَحْقِيْقُ ذٰلِكَ فِيْمَا رُوِىَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَتِ الرُّوَاةُ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ مُؤْمِنٌ مُخْلِصٌ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَرَفَ مَعْنٰى كَلَامِهٖ وَاَعْرَابِىٌّ جَاءَ مِنْ قَبِيْلَةٍ فَسَمِعَ بَعْضَ مَا سَمِعَ وَلَمْ يَعْرِفْ حَقِيْقَةَ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ اِلٰى قَبِيْلَتِهٖ فَرَوٰى بِغَيْرِ لَفْظِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّرَ الْمَعْنٰى وَهُوَ يَظُنُّ اَنَّ الْمَعْنٰى لَا يَتَفَاوَتُ وَمُنَافِقٌ لَمْ يُعْرَفْ نِفَاقُهٗ فَرَوٰى مَا لَمْ يَسْمَعْ وَافْتَرٰى فَسَمِعَ مِنْهُ اُنَاسٌ فَظَنُّوْهُ مُؤْمِنًا مُخْلِصًا فَرَوَوْا ذٰلِكَ وَاشْتَهَرَ بَيْنَ النَّاسِ فَلِهٰذَا الْمَعْنٰى وَجَبَ عَرْضُ الْخَبَرِ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ الْمَشْهُوْرَةِ۔

ترجمہ

اور اختلافِ رُواۃ کی تحقیق اس قول میں ہے جو حضرت علیؓ بن ابی طالب سے نقل کیا گیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ راوی تین قسم پر ہیں ۱۔ مومن مخلص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل کی ہو اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے معنی ومراد کو سمجھا ہو ۲۔ اور وہ اعرابی جو کسی قبیلہ سے آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے کلام کا بعض حصہ جو سن سکا سنا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے کچھ سنا اور کچھ نہ سنا) اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حقیقی مراد کو نہ سمجھا اور اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ گیا اور وہاں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (استعمال کردہ) لفظ کے علاوہ سے روایت کر دی (یعنی اپنے الفاظ میں) پس معنی متغیر ہو گئے اور وہ یہ خیال کر رہا ہے کہ معنی نہیں بدلے ۳۔ اور منافق کہ جس کا نفاق لوگوں کے سامنے مشہور نہ ہو پس اس نے وہ بات روایت کر دی جو اس

نے نہیں سنی اور اپنی طرف سے جھوٹ کہہ دیا پس لوگوں نے اس منافق راوی سے وہ بات سنی، اور اس کو مومن مخلص خیال کیا پھر اس قولِ منافق کو دوسروں سے روایت کر دیا اور وہ قول (روایتِ منافق) لوگوں کے درمیان مشہور ہو گیا، لہٰذا اسی وجہ (احوالِ رواۃ کا اختلاف) سے خبر کو کتاب اللہ پر اور سنتِ مشہورہ پر پیش کرنا واجب ہے۔

تشریح: قبل ازیں مصنفؒ نے بیان کیا تھا کہ راویوں کے احوال میں اختلاف ہے، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر واحد کو کتاب اللہ پر پیش کرنے کا حکم دیا تھا، تو اب مصنفؒ اختلافِ احوالِ رواۃ کی تحقیق پیش کر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ سے تین قسمیں منقول ہیں ۱۔ راوی مومن اور مخلص ہو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو اور اس نے آپ کے کلام کی مراد کو کما حقہ سمجھا ہو ۲۔ دیہاتی مومن جو کسی قبیلہ سے آپ کے پاس آیا اور آپؐ کے کلام کا کچھ حصہ سنا اور آپؐ کے کلام کی حقیقت اور اس کی مراد کو نہ سمجھ سکا پھر وہ اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ گیا اور حدیث کو اپنے الفاظ میں بیان کیا جس سے حدیث کے معنیٰ مرادی متغیر ہو گئے اور وہ یہی خیال کرتا رہا کہ حدیث کے معنی میں کوئی تفاوت اور بگاڑ پیدا نہیں ہوا ۳۔ ایسا منافق کہ جس کا نفاق لوگوں پر ظاہر نہ ہوا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے بغیر اپنے کفر کو مخفی رکھ کر اپنی طرف سے کوئی بات بیان کر دی اور اس کو جھوٹ نبیؐ کی طرف منسوب کر دیا، چنانچہ بعض لوگوں نے اس کی بات سنی اور اس کو مومن مخلص سمجھ کر اس کی بات کو دوسروں کے سامنے روایت کر دیا اور وہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی حالانکہ وہ اس منافق کی خود ساختہ حدیث تھی نہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی، پس اسی اختلافِ رواۃ کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ پر اور سنتِ رسولؐ پر پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ ممکن ہے کہ راویٔ حدیث غیر فقیہ اعرابی ہو یا منافق ہو چنانچہ جو خبرِ واحد کتاب اللہ وسنتِ مشہورہ کے موافق ہوگی وہ قابلِ حجت اور لائقِ عمل ہوگی اور جو مخالف ہوگی وہ رد کر دی جائے گی۔

وَنَظِيْرُ الْعَرْضِ عَلَى الْكِتَابِ فِي حَدِيْثِ مَسِّ الذَّكَرِ فِيْمَا يُرْوٰى عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ فَعَرَضْنَاهُ عَلَى الْكِتَابِ فَخَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا فَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَسْتَنْجُوْنَ بِالْاَحْجَارِ ثُمَّ يَغْسِلُوْنَ بِالْمَاءِ وَلَوْ كَانَ مَسُّ الذَّكَرِ حَدَثًا لَكَانَ هٰذَا تَنْجِيْسًا لَا تَطْهِيْرًا عَلَى الْاِطْلَاقِ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَيُّمَا امْرَاَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ خَرَجَ مُخَالِفًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ فَاِنَّ الْكِتَابَ يُوْجِبُ تَحْقِيْقَ النِّكَاحِ مِنْهُنَّ.

ترجمہ

اور خبر واحد کے کتاب اللہ پر پیش کرنے کی نظیر مسِ ذکر والی حدیث میں ہے یعنی اس حدیث میں جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جو شخص اپنا عضوِ تناسل چھوئے تو چاہیے کہ وہ وضو کرے، پس ہم نے اس حدیث کو کتاب اللہ پر

صفوة الحواشي

شرح

اصول الشاشي

تالیف

حضرت مولانا عبد الغفار صاحب

استاذ الحدیث

جامعة العلوم الاسلامية الفريدية ای سیون اسلام آباد

ناشر: مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

صفوۃ الحواشی

شرح

اصول الشاشی

تالیف

حضرت مولانا عبد الغفار صاحب

استاذ الحدیث

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ الفریدیۃ

ای سیون ——— اسلام آباد

ناشر: مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد

فون: 14-2654813 - 2653178 -051

ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ''وجزاءُ سیئة سیئة مثلها'' زیادتی کا بدلہ اسی زیادتی کے برابر ہوگا۔ان دونوں آیتوں کا تقاضا یہ ہے کہ ضمان تلف شدہ چیز کے برابر ہونا چاہئے اور کھجور اور دودھ میں کسی طرح برابری نہیں اس لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو قرآن کے مخالف ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

یہ حدیث سنت مشہورہ کے خلاف اس طرح ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آتا ہے ''الخراج بالضمان'' کسی چیز کا نفع ضمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔یعنی جو چیز کسی کے ضمان میں ہو تو اس کا نفع بھی اسی آدمی کے لئے ہوگا جب خریدار نے جانور پر قبضہ کرلیا تو وہ اس کے ضمان میں آ گیا اگر وہ اس کے پاس ہلاک ہو گیا تو اس کے مال میں سے ہلاک ہوگا۔ جب ضمان خریدار پر ہے تو اس جانور کے دودھ کا نفع بھی خریدار کے لئے ہوگا جب دودھ خریدار کے لئے تھا تو جانور کی واپسی کے وقت اس پر کھجور کا صاع واپس کرنا ضروری نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے چھوڑا نہ کہ اس وجہ سے کہ یہ قیاس کے مخالف تھی۔

وباعتبار اختلاف احوال الرواۃ قلنا شرط العمل بخبر الواحد ان لایکون مخالفاً للکتاب والسنة المشهورة وان لایکون مخالفاً للظاهر قال علیه السلام تکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوه علی کتاب الله فما وافق فاقبلوه وما خالف فردوه وتحقیق ذالک فیما روی عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه انه قال کانت الرواة علی ثلثة اقسام مؤمن مخلص صحب رسول الله صلی الله علیه وسلم وعرف معنی کلامه واعرابی جاء من قبیلة فسمع بعض ما سمع ولم یعرف حقیقة کلام رسول الله صلی الله علیه وسلم فرجع الی قبیلة فروی بغیر لفظ رسول الله صلی الله علیه وسلم فتغیر المعنی وهو یظن ان المعنی لایتفاوت ومنافق لم یُعرف نفاقه فروی مالم یسمع وافتری فسمع منه اناس فظنوه مؤمناً مخلصاً فرووا ذالک واشتهر بین الناس ولهذا المعنی وجب عرض الخبر علی الکتاب والسنة المشهورة۔

ترجمہ:-اور راویوں کے احوال مختلف ہونے کے اعتبار سے ہم احناف نے کہا کہ خبر واحد پر عمل کی

شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو اور یہ کہ وہ ظاہر حال کے مخالف نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد تمہارے سامنے زیادہ احادیث آئیں گی جب تمہارے سامنے میری طرف سے کوئی حدیث روایت کی جائے تو تم اس حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو قبول کرو اور جو کتاب اللہ کے مخالف ہو اس کو رد کردو۔ اور راویوں کے اختلاف احوال کی تحقیق اس روایت میں ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ احادیث کے راوی تین قسم پر ہیں پہلی قسم وہ مخلص مؤمن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ کے کلام کے معنی کو سمجھا اور دوسری قسم وہ دیہاتی جو کسی قبیلے سے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھا پھر قبیلے کی طرف واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ کو چھوڑ کر روایت کر دیا اور معنی تبدیل ہو گیا حالانکہ وہ سمجھ رہا ہے کہ معنی تبدیل نہیں ہوتا، اور تیسری قسم وہ منافق جس کا نفاق معلوم نہیں تھا پس اس نے ایسی روایت کی جو اس نے سنی نہیں تھی اور (نبی علیہ السلام پر) بہتان باندھا پھر اس سے کچھ لوگوں نے سنا اور اس کو مخلص مؤمن خیال کیا اور اس حدیث کو روایت کر دیا اور وہ روایت لوگوں کے درمیان مشہور ہو گئی پس اسی معنی کی وجہ سے خبر واحد کو کتاب اللہ اور سنت مشہورہ پر پیش کرنا ضروری ہوا۔

تشریح: — اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ نے خبر واحد پر عمل کرنے کی شرائط بیان کی ہیں۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خبر واحد کے راویوں کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں، اسی وجہ سے ہم احناف کہتے ہیں کہ خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ، سنت مشہورہ اور ظاہر حال کے مخالف نہ ہو اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو خبر واحد پر عمل کرنا ضروری نہیں اور یہ شرطیں اس لئے لگائی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس بہت سی احادیث پہنچیں گی جب میری طرف سے کوئی حدیث تمہارے سامنے روایت کی جائے تو اس کو کتاب اللہ پر پیش کرو اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو تو اس کو قبول کرو اور اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اس کو رد کر دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشن گوئی پوری ہوئی حدیث کے نام سے بہت سے لوگوں نے اپنی طرف سے باتیں گھڑیں اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی